مقالات و مضامین

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے علوم حدیث پر ایک نظر

مفتی عبدالحکیم سکھروی

نام و نسب...... آپ کا اسم گرامی نعمان ہے، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے، آپ کے والد ماجد جن کا نام زوطی تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک پر ایمان لائے اور انہوں نے ان کا اسلامی نام ثابت رکھا تھا۔ آپ قبیلہ تیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے دادا کا نام ماہ اور لقب مرزبان تھا، یہ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔

نسبت حنیفہ کی وضاحت:...... حنیفہ مؤنث ہے، حنیف کی اور حنیف اس کو کہتے ہیں جو سب طرف سے ہٹ کر صرف ایک اللہ کا ہو رہے، اسی لئے اسلام کو دین حنیف اور ملت اسلام کو ملت حنیفیہ کہتے ہیں، اس اعتبار سے امام صاحب کو ابوالملۃ الحسنیفہ کہنے کی بجائے ابو حنیفہ کہنے لگے، ورنہ حنیفہ آپ کی بیٹی کوئی نہیں ہے۔

پیدائش:...... آپ کی ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

حلیہ...... میانہ قد، خوش رو، خوش لباس، عطر کا استعمال بکثرت، نیک صحبت، ذی کرم، غمخوار، خوش بیان، شیریں آواز، بلند ہمت، داڑھی خوبصورت۔

جب چھ سال کی عمر ہوئی ۸۶ھ تو یہ خلافت اموی کا زمانہ شباب کا زمانہ تھا، ولید بن عبدالملک سریر آرائے مملکت تھا، ولید نے فتوحات اور رفاہ عام کے کام بہت اچھی طرح انجام دیئے، اس کا دور حکومت حجاز، عراق، شام، افریقہ، ایشیائے کوچک، ترکستان، ایران، افغانستان اور ہندوستان میں ملتان تک پھیلا ہوا تھا۔

کوفہ...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں عراق فتح ہوا تو اس کا دارالخلافہ مدائن تھا، مگر حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی اور حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر کوفہ کا شہر آباد کیا، جس کے اندر ۱۷ھ میں چالیس ہزار آدمی آباد ہوئے۔

حافظ ذھبی لکھتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، نیز صحابہ کی ایک جماعت

آکر اتری۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کتاب الکنی والاسماء کے (۴/۱) پر لکھا ہے کہ کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام آئے، جن میں پچاس بدری تھے، یہ سب یہاں فروکش ہوئے۔(کذا فی فتح القدیر صفحہ:۴۲/۱۱۰)

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہاں کا معلم بنا کر بھیجا تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ آپ ہم کو قرآن پڑھاتے، تفسیر سکھاتے اور احادیث رسول اللہ بیان کرتے تھے، کتاب وسنت سے فتوے دیتے اور اجتہاد بھی فرماتے تھے، ان کے شاگردوں میں چند بہت مشہور شاگرد ہیں: علقمہ، اسود، مسروق، عبیدہ بن حارث، عمرو بن شرجیل اور وہاں کے علماء میں شعبی، شریح نخعی اور سعید بن جبیر مشہور ہیں۔(فجر اسلام:۱۸۴)

کوفہ علم کا ایک بہت بڑا مرکز تھا، علم حدیث کا بھی مرکز تھا، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کے رواۃ کو دیکھا جائے تو تین سو سے زیادہ کوفے کے رہنے والے راوی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس علمی مرکز کوفے میں پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما پائی، علم کلام چونکہ اصول دین سے متعلق ہے، اس لئے امام صاحب کو ابتداء میں اسی علم سے دلچسپی تھی، چنانچہ اس علم میں آپ نے مہارت تامہ حاصل کی۔(مناقب کردری صفحہ ۶۴)

اسی وجہ سے امام صاحب خارجیوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے، اس علم کے بعد علم ادب، علم الشعر والقافیہ، علم قرأت کو باقاعدہ طور سے پڑھا۔(مناقب صدر الائمہ:۱/۶۱)

اس کے بعد علم الشرائع میں ید طولیٰ حاصل کیا۔امام صاحبؒ فرماتے ہیں، ایک روز بازار میں جاتے ہوئے حضرت امام شعبی کے پاس سے میں گزرا تو انہوں نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ آپ کا علمی مشغلہ کیا ہے؟ جو میں نے سیکھا تھا عرض کر دیا۔انہوں نے فرمایا: تم ہونہار معلوم ہوتے ہو، تم علمی (یعنی خاص دینی) مشغلہ اختیار کرو، مجھے تمہارے اندر بیداری نظر آرہی ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں، اس کے بعد سے میں اسی علم کا ہو رہا۔

امام صاحبؒ نے امام عاصمؒ کی قرأت کے مطابق قرآن مجید حفظ کیا اور مذاکرۂ حدیث کے حلقوں میں شرکت کی۔

۹۶ھ میں امام صاحب نے پہلا حج کیا، حافظ عبدالبر کی تصریح کے مطابق ایک صحابی حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود یہ ارشاد سنا: من تفقه في الدين كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب (جامع البیان) میں یہ حدیث ہے۔

تعلیم حدیث کی ابتداء......۹۸ھ سے علم حدیث کا آغاز کیا اور ۱۰۰ھ جس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی، پوری طرح اس کے حصول میں مصروف ہو گئے اور ۱۰۴ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔سب سے پہلے کوفہ میں امام شعبیؒ سے استفادہ کیا، جیسا کہ کہا گیا ہو هو أكبر شيخ أبي حنيفه (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۷۵) اس میں اتنا کمال حاصل کیا کہ جرح وتعدیل کے

امام یحییٰ بن سعید القطان کو کہنا پڑا:

"بخدا امام اعظم، اللہ اور رسول کی باتوں کے اس دنیا میں سب سے بڑے عالم ہیں۔" (ماتمس بہ الحاجہ صفحہ ۱۰)

امام اعظمؒ کی تابعیت...... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تابعی ہیں۔ تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے بحالت ایمان کسی صحابی کی زیارت کی ہو۔ آخری صحابی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ہیں، یہ جنگ احد والے دن پیدا ہوئے۔ ۸ سال زمانہ نبوت پایا، کوفہ میں قیام کیا۔ حضرت علیؓ کے تمام مشاہد میں شریک ہوئے، حافظ ذھبی کی تصریح کے مطابق ۱۱۰ھ میں وفات پائی اور ابن حجر بھی یہی کہتے ہیں۔ مات سنة عشر ومائة (تقریب التھذیب صفحہ ۱۸۷) اس وقت امام اعظمؒ کی عمر تیس سال تھی۔

اوپر آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ ۹۶ھ میں امام صاحب نے پہلا حج کیا اور دوران حج ایک صحابی حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ ابن کثیر کا کہنا ہے: لأنه أدرك الصحابة ورأى انس بن مالك امام صاحب نے صحابہ کو پایا اور حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/۱۰۷)

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے: ومن التابعين الحسن البصري وابن سيرين والشعبة وابن المسيب وعطاء وأبي حنيفة یعنی امام ابوحنیفہ تابعی ہیں۔ (ارشاد الساری: ۱/۲۸۲)

حافظ ذھبی، عسقلانی، قسطلانی، دارقطنی یہ تو حفاظ ہیں۔ ابن الجوزی، خطیب بغدادی، ابن سعد، ابن خلکان، یافعی، ابن حجر مکی، شیخ جزری، سب کی شہادت موجود ہیں کہ امام صاحب نے صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات بصرہ میں ۹۳ھ میں ہوئی ہے تو اس وقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۳ سال ہوئی ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے سماع حدیث بھی ثابت ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تبييض الصحيفة میں یہ حدیث لکھی ہے: ابو حنيفة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم

ابن سعد نے اور حافظ ابونعیم نے بھی تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور ان سے حدیث سنی ہیں۔

حافظ عبدالبر نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے دین میں فقاہت بہم پہنچائی، اللہ اس کے غم میں کافی ہوگا اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا کہ اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ صفحہ ۴۵)

کوفہ کے آخری صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ہیں ان کی تاریخ وفات ۸۹ھ ہے، اس وقت امام صاحب کی عمر ۹

سال تھی۔ امام صاحب نے ان کو دیکھا اور ان سے حدیث سنی ہے اور بچے کی سماع حدیث کرنا محدثین کے یہاں قابل اعتبار ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے کتاب العلم میں ایک باب باندھا: متی یصح سماع الصغیر اس میں محمود بن الربیع کا پانچ سال میں سماع حدیث کرنا نقل کیا ہے۔ اس لئے پانچ سال کی عمر میں تحمل حدیث کرنے پر اجماع ہے۔ وھو الذي استقر علیه أهل الحدیث (مقدمہ ابن الصلاح)

لہٰذا امام صاحب کا حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (شرح مسند امام اعظم صفحہ ۲۸۹) اسی لئے صرف امام اعظمؒ ہی سے احادیات منقول ہیں اور کسی سے منقول نہیں۔

احادیات:...... جس حدیث کو راوی نے خود صحابی سے سنا ہو ایسی حدیثوں کو "احادیات" کہتے ہیں۔ امام صاحب کی احادیات کی سند یہ ہیں:

عن أبي حنیفة عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم

عن أبي حنیفة عن عبدالله بن الحارث رضي الله تعالیٰ عنه عن النبي صلی الله علیه وسلم

عن أبي حنیفة عن عبدالله بن أوفی رضی الله تعالیٰ عنه عن النبي صلی الله علیه وسلم

عن أبي حنیفة عن واثلة بن الأسقع رضي الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم

عن ابی حنیفة عن عبدالله بن أنیس رضي الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم

عن أبي حنیفة عن عائشة بنت عجرة رضي الله تعالیٰ عنهما عن النبي صلی الله علیه وسلم

(التعلیقات صفحه ۷، التاغیب صفحه ۲۱)

یعنی چھ صحابیوں سے آپ کا سماع حدیث کرنا ثابت ہے۔ نیز ان اسنادوں سے ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تابعی ہیں۔

ترمذی میں یہ حدیث ہے: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسے مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے (بحالت ایمان) مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ (ترمذی صفحہ ۲۴۷)

اب حضرت امام اعظمؒ کو جو برا بھلا کہتے ہیں، خداوندا غور کریں اور زبان روکیں۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذۂ حدیث یا تو صحابی ہیں یا تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں، یعنی قرون مشہود لہا بالخیر کے شیوخ ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: صحابہ کرام کے بعد بڑے محدث دو ہیں: ایک امام شعبی، دوسرے سفیان ثوری۔ (تلقیح فہم لاہل الاثر صفحہ ۲۳۶)

حضرت شعبی نے پچاس صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۷۶) اور حضرت امام اعظم امام شعبی کے

شاگردوں میں سے ہیں۔ چنانچہ امام ذھبی کا قول گزر چکا ہے۔ ھو اکبر شیخ لأبي حنيفة (۱/۷۵) تاریخ العرب میں ہے: کان من أبرز الذين تخرجوا عن الشعبي الإمام أبو حنيفة المشهور (تاریخ العرب: ۳۱۱)

علامہ حصفکی نے مسند امام میں سندِ ذیل کے ساتھ روایت لکھی ہے۔

أبو حنيفة عن الشعبي عن المغيرة بن شعبة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين۔

اس روایت کو حافظ طلحہ بن محمد، حافظ حسین بن محمد، حافظ ابوبکر بن عبد الباقی اور امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے۔

علامہ ذھبی نے عدد کثیر من التابعین میں کہا ہے کہ تابعین کی ایک بڑی جماعت سے امام صاحب نے روایت لی ہے۔

حدیث میں امام اعظمؒ کے تلامذہ:...... علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کے مقدمہ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے تابعین میں سے طبقہ اولیٰ کے اساتذہ شمار کرائے ہیں، وہ یہ ہیں: مکی ابن ابراہیم، ابو عاصم النبیل، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم بن دکین اور خلاد بن یحییٰ رحمہم اللہ۔

مگر آپ کو فخر ہوگا کہ یہ امام بخاریؒ کے جو استاذِ حدیث ہیں، یہ امام اعظمؒ کے حدیث میں شاگرد ہیں۔ سوائے حضرت خلاد بن یحییٰ کے۔ یعنی جو امام بخاری کے اساتذہ ہیں وہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ (مناقب ذھبی صفحہ ۱۲،۱۱)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں ایک شاگرد امام علی بن عاصم ہیں، امام واسطی نے ان کے متعلق کہا ہے کہ ان کے حلقۂ درس میں تیس ہزار سے زائد طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا۔ (تذکرہ الحفاظ: ۱/۳۵۹)

اسی طرح امام صاحب کے ایک شاگرد یزید بن ہارون ہیں جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں، ان کے درس میں بھی تقریباً ستر ہزار طلبہ کی حاضری ہوتی تھی۔ (تذکرہ الحفاظ: ۱/۲۹۲)

آپ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سات حدیثیں سنی ہیں۔ (الانتقاء صفحہ ۵۲)

امام علی بن عاصم جیسے مشہور محدث جن کے حلقہ درس میں تیس ہزار طلبہ ہوتے تھے، امام صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں: ”اگر امام صاحب کے علم کو دوسروں کے علم کے مقابلے میں تولا جائے تو امام ابوحنیفہ ہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔“ (مناقب امام اعظم: ۴)

امام ابوعاصم النبیل جن کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے۔ امام بخاری ان کے شاگرد ہیں۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ ایک ہزار حدیثیں نوک زبان تھیں۔ (تذکرہ الحفاظ) مگر علامہ صمیری کہتے ہیں کہ یہ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔

خود امام اعظمؒ حفاظ حدیث میں سے تھے۔ دلیل یہ ہے کہ کان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث (تانیب: ۱۵۶)

اور ”حافظ حدیث“ اس کو کہتے ہیں جس کو مع سند و متن کے ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد ہوں۔

امام ابوحنیفہ کے اساتذۂ حدیث:...... امام اعظمؒ کے اساتذۂ حدیث کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ امام ذھبی نے

تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے چھبیس اکابر ومشائخ حدیث شمار کئے ہیں اور کہا ہے۔وأکبر شيوخه عطاء بن أبي رياح (دول الاسلام صفحہ ۴۷) حافظ ذھبی لکھتے ہیں: سمع الحديث من عطاء بمكة (مناقب ذھبی صفحہ ۱۱)

اور حضرت عطاء کے بارے میں لکھا ہے: وعطاء كان من سادات التابعين علماء وفقها (تہذیب التہذیب: ۲۰۳/۷)

اصحاب صحاح ستہ نے عطاء بن ابی رباح سے روایات لی ہیں۔

قاضی ابو یوسف بھی امام اعظم کے واسطے سے عطاء سے روایت کرتے ہیں۔مثلاً: عن أبي حنيفة عن عطاء عن ابن عمرؓ أنه قال ليس في القبلة وضوئه اوپر والی موطا امام محمد میں بھی روایت آئی ہے۔

حضرت عطاء خود کہتے ہیں: أدركت مائتي صحابي (تہذیب التہذیب: ۲۰۳/۷) یعنی حضرت عطاء نے دوسو صحابہ کرام کو پایا ہے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے استاذ حدیث حضرت عمرو بن دینار بھی ہیں۔عمرو بن دینار بھی مشہور محدث ہیں۔حضرت سفیان بن عیینہ نے تصریح کی ہے کہ ہمارے نزدیک عمرو بن دینار سے زیادہ فقیہ اور زیادہ عالم اور زیادہ حافظ (حدیث) کوئی نہیں ہے۔(تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۰۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اجلہ صحابہ کو ان کا استاذ بتایا ہے۔حضرت شعبہ کا تو کہنا ہے کہ میں نے عمرو بن دینار جیسا شخص کوئی نہیں دیکھا۔(تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۰۸)

عمرو بن دینار امام اعظمؒ کے استاد ہیں چنانچہ کتاب الآثار میں یہ روایت موجود ہے: عن أبي حنيفة عن عمرو بن دينار عن جابر عن زيد أنه قال إذا خيرت المرأة نفسها فقامت من مجلسها قبل أن تختار فليس بشيء۔(کتاب الآثار صفحہ ۸۷)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے چار ہزار حدیثیں مروی ہیں۔دو ہزار حضرت حماد سے اور دو ہزار باقی مشائخ سے (مناقب موفق: ۱/ ۹۶) یہ تو امام صاحب کے اساتذۂ حدیث ہوئے۔اب امام صاحب کے شاگردانِ حدیث کو دیکھ لیجئے۔

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذۂ حدیث:......امام صاحب کے ایک شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کے متعلق خطیب بغدادی کا کہنا ہے: سمعت عبد الله بن المبارك يقول: كتبت عن أبي حنيفة أربعمائة حديث (تاریخ بغداد)

یعنی مشہور محدث خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے چار سو حدیثیں لکھی ہیں۔

حافظ حارثی نے متصل سند کے ساتھ امام حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا یعنی میں نے ابوحنیفہ سے بہت کثرت سے احادیث سنی ہیں۔(مناقب موفق:۱/۴۰)علامہ کردری شیخ الاسلام عبداللہ بن زید مقری کے بارے میں کہتے ہیں:سمع من أبي حنيفة تسعمائة حديث کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے نوسو حدیثوں کا سماع کیا ہے۔(کردری:۲/۲۳۱)حافظ عبدالبر نے حماد بن زید کے بارے میں لکھا ہے:روى حماد بن زيد عن أبي حنيفة حديثا كثيرا یعنی حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت زیادہ حدیثیں روایات کی ہیں۔(الانتقاء صفحہ ۱۳۰)امام ذھبی کہتے ہیں:روى عنه من المحدثين والفقهاء علة لايحصون یعنی بے شمار فقہاء اور محدثین نے امام ابوحنیفہؒ سے حدیثیں روایت کی ہیں(مناقب ذھبی صفحہ ۱۱)حافظ عبدالبر نے یزید بن ہارون کے حوالے سے لکھا ہے:ادركت ألف رجل فكتبت عن أكثر هم مارأيت فيهم أفقه ولاأدرع ولاأعلم من خمسته اولهم أبوحنيفة یعنی میں نے ایک ہزار راویوں کو پایا ہے اور ان میں سے اکثر سے میں نے روایت لی ہے مگر ان میں پانچ سے زیادہ کسی کو عالم وفقیہ نہیں پایا، ان پانچ میں سب سے اول ابوحنیفہ ہیں۔(بیان العلم وفضلہ)

امام صاحب کی ''احادیات'' جن کی اسنادیں امام صاحب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہے، گزر چکی ہیں۔یعنی امام صاحب نے براہ راست خود صحابی سے اور صحابی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ،ان کو ''احادیات'' کہتے ہیں اور اس طریق سند میں امام صاحب تمام ائمہ میں ممتاز ہیں اور کسی ائمہ مجتہدین میں ایسی علو سند موجود نہیں اور نہ اصحاب صحاح کے پاس ہے۔

ثنائیات امام اعظم:......دوسری ایسی روایات بھی امام صاحب سے آئی ہیں جن میں امام صاحب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطے ہیں، یعنی امام صاحب نے تابعی سے سنا، انہوں نے صحابی سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، ایسی اسناد کو ''ثنائیات'' کہتے ہیں اور یہ ثنائیات مؤطا امام محمد میں موجود ہیں۔مثلاً

أبوحنيفة عن أبي الزبير عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن عبدالله بن عمر قال سمعت أبالدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن عبدالرحمن عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن عطية عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن شداد عن أبي سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن عطاء عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبوحنيفة عن عاصم عن رجل من اصحابه عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبـوحـنيـفة عـن عـون عـن رجـل مـن أصـحــابــه عـن الـنبـي صـلى الله عليـه وسـلم

أبـوحـنيـفة عـن مـحـمـد بن عبدالرحمن عن أبي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم

أبـوحـنيـفة عـن مسـلـم عـن مـالك بـن انـس عـن الـنبـي صـلـى الـلـه عليـه وسـلم

أبـوحـنيـفة عن محمد بن قيس عن أبي عامر أنه كان يهدي للنبي صلى الله عليه وسلم

ان ثنائیات میں سوائے امام مالک کے اور کوئی امام صاحب کا ہم سر نہیں ہے۔

ثلاثیاتِ ابوحنیفہؒ:......علو سند کے اعتبار سے تیسرے درجے پر وہ اسناد ہیں کہ جن میں تین تین راوی ہوں، یعنی تبع تابعی پھر تابعی پھر صحابی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی سندوں کو "ثلاثیات" کہتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ثلاثیات بھی مروی ہیں۔ مثلاً

عـن أبـي حـنيـفة عـن بـلال عـن وهـب عـن جـابر عـن النبى صلى الـلـه عليـه وسـلم

عن أبي حنيفة عن ابى موسى بن عائشة عن عبدالله عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم

عن أبي حنيفة عن عبدالله عن ابى نجيح عن عبدالله بن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم

یہ ثلاثیات امام بخاریؒ سے مروی ہیں اور ابن ماجہ میں ایسی روایات موجود ہیں۔ اگر آپ دیکھیں گے اور تلاش کریں گے تو حضرت امام بخاریؒ کی ثلاثیات تقریباً اکیس ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

مکی ابن ابراہیم کے واسطہ سے ۱۱ ہیں۔ ابو عاصم النبیل کے واسطہ سے ۵ ہیں۔ محمد بن عبداللہ انصاری کے واسطہ سے ۳ ہیں۔ خلاد بن یحییٰ کے واسطہ سے ا ہے۔ عصام بن خالد کے واسطے سے ا ہے۔ کل ۲۱ ہوئیں۔

ان میں سے اول کے دو مشائخ مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل یہ امام بخاریؒ کے طبقہ اولیٰ کے مشائخ میں ہیں مگر یہ دونوں مشائخ حدیث امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔

مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل:...... چنانچہ لکھا ہے کہ مکی ابن ابراہیم بلخی بلخ کے امام ہیں۔ ۱۲۰ھ میں کوفہ آئے اور امام ابوحنیفہ کی خدمت میں ملازمت اختیار کی اور آپ سے حدیث وفقہ کا سماع کیا اور بکثرت روایات کیں۔ (مناقب الامام: ۱/۲۰۳) اور ابو عاصم النبیل جن کی وفات ۲۰۲ھ میں ہوئی ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ ایک ہزار حدیثیں ان کی نوک زبان تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

امام ابوحنیفہ، استاذ المحدثین:...... یہ امام بخاریؒ کے استاد ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد فی الحدیث ہیں، جیسا کہ علامہ صمیری نے تصریح کی ہے، گویا امام صاحب امام بخاری کے استاد الاستاد ہوئے، خواہ ایک ہی حدیث میں ہوں یا زائد میں ہوں اور ذرا غور فرمائیں، امام اعظمؒ کے شاگردوں میں عبداللہ بن زیاد ہیں، ان کے شاگرد احمد بن حنبل ہیں اور ان کے شاگرد ہیں امام بخاریؒ۔ اسی طرح امام صاحب کے ایک شاگرد ہیں عبداللہ بن یزید مقری، ان کے شاگرد ہیں امام احمد بن

حنبل، ایک شاگرد امام صاحبؒ کے عبداللہ بن مبارک ہیں، ان کے شاگرد یحییٰ بن معین ہیں، ان کے شاگرد بخاری، مسلم، ابوداؤد ہیں۔

امام صاحبؒ کے مشہور شاگرد قاضی ابو یوسف ہیں، ان کے شاگرد فی الحدیث امام احمد بن حنبل ہیں، ان کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد ہیں، مکی ابن ابراہیم، ان کے شاگرد ذھبی اور ابوکریب ہیں، ابوکریب کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد حفص بن غیاث ہیں، ان کے شاگرد اسحاق بن ابراہیم ہیں، ان کے شاگرد بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد وکیع بن الجراح ہیں، ان کے شاگرد علی بن المدینی ہیں، ان کے شاگرد امام بخاریؒ ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد مسعر بن کدام ہیں، ان کے شاگرد سفیان ثوری ہیں، ان کے شاگرد اصحاب ستہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد سفیان بن عیینہ ہیں، ان کے شاگرد شافعی، حمیدی اور بخاری ہیں۔

اس سے ظاہر ہو گیا ہے کہ امام صاحبؒ صحاح ستہ کے ائمہ کے استاد اور شیخ الشیوخ ہیں۔ نیز جس روز امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہوئی ہے، اس روز امام شافعیؒ پیدا ہوئے اور امام شافعیؒ کی وفات کے وقت امام بخاری کی عمر دس سال تھی اور امام ابو داؤد صرف دو سال کے تھے، ابن ماجہ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

مندرجہ ذیل نقشہ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب میں قریب تر ہیں، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں ۱۵ سال بڑے ہوئے۔

امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں ۷۰ سال بڑے ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں ان سے ۸۴ سال بڑے ہوئے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں امام بخاریؒ سے ۱۱۴ سال بڑے ہوئے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں ان سے ۱۲۲ سال بڑے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۳۵ سال بڑے ہوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۲۹ سال بڑے ہوئے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۲۹ سال بڑے ہوئے۔

الغرض حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین اصحاب ستہ، سب سے عمر میں بڑے ہیں اور زمانہ نبوتؐ سے سب سے زیادہ قریب ہیں، حتیٰ کہ خود صحابہ کرام سے بھی حدیث کا سماع کیا ہے ۔والصحابة کلهم عدول ،اس لئے ان کو احادیث کی چھان بین یا تدوین، جرح وتعدیل کی ضرورت نہ ہوئی، وہ قوانین اسلام کو مدون کرتے اور مسائل فقہ کے اجتہاد میں لگ گئے۔ آخر ان کا یہ مکمل فقہ اسلامی اور اس کا پھیلاؤ جو انہوں نے اصول مقرر کر کے مدون کیا ہے، یہ شاہد نہیں ہے کہ ان کو قرآن و حدیث پر کتنا عبور تھا، یہ فقہ حنفیہ ان کے محدث ہونے پر پورا شاہد عدل ہے جو لوگ ان پر طعن و تشنیع کو روا رکھتے ہیں، ذرا سوچیں ان کے سامنے اپنی استعداد پر نگاہ کر کے ان کے اس احسان عظیم کو جو امت پر کیا ہے، دل سے ان کا شکریہ ادا کریں، احسان مانیں اور اطمینان سے عمل کریں۔

اور دیکھئے بعض باتیں فقہ حنفیہ میں آپ کو غلط معلوم ہوتی ہیں تو اس سے فقہ کا انکار کرنا بالکل بے جا بات ہے کہ یہ سب کا سب ہی گمراہی ہے، کیا احادیث میں موضوعات نہیں ہیں؟ کیا موضوعات اور گھڑی ہوئی حدیثیں اور ان کی کتابیں نہیں ہیں؟ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ صحاح ستہ کی معتبر کتاب ابن ماجہ میں موضوع روایات موجود ہیں تو کیا ان موضوعات کی وجہ سے تمام تر احادیث کا انکار کر دیا جائے گا جو موضوع روایات ہیں، ان کو قابل عمل نہ سمجھ کر رہنے دیا جائے گا، پھر فقہ میں کوئی ایسی بات آگئی ہے تو صرف ان ہی کو تو آپ عمل سے خارج کریں گے یا سارا فقہ ہی بے کار اور بے سرا ہو جائے گا، فقہ کی عظمت دل میں رکھیں وہ تو احادیث رسول اللہ اور کتاب اللہ کی شرح ہے، جیسے کتاب اللہ کی شرح احادیث ہیں، اسی طرح ان کی شرح فقہ ہے، وہ کوئی الگ چیز نہیں ہے، پھر دیکھیں کیسے کیسے جلیل القدر ائمہ نے اجتہاد کیا ہے، جہاں احادیث میں تعارض نہ ہو، اصول دین کی بے غبار بات ہے اس میں کسی امام کی تقلید نہیں کی جاتی، مگر جہاں تعارضات ہیں اور احادیث کی اسناد میں جرح وتعدیل ہے رواۃ کی بحث ہے اسے بغیر علم وفہم ثاقب کے کون ہر ایک کو اپنے درجے پر رکھ کر ہر ایک تعارض حدیث کا جواب دے کر اور ایک صحیح بات نکال سکتا ہے آج اس زمانہ میں کہاں کسی کو اتنا علم ہے، آج یہ حال ہے کہ ایک حدیث معلوم ہے اور دس سے غافل ہے۔ ﴿واتبع سبیل من اناب الی﴾ پکار کر کہہ رہی ہے کہ کسی منیب الی اللہ کے پیچھے پیچھے چلو۔

☆......☆......☆